جلاء العیون

جلد دوم

سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملا محمد باقر مجلسیؒ بن علامہ محمد تقی مجلسیؒ

ترجمہ

علامہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر۔ 260756, 269598

اللہ کا نام: علمائے اسلام نے لفظ اللہ کی تعریف کی ہے یَسْتَلْزِمُ لِجَمِیْعِ صِفَاتِ جَمَالِیہٖ وَکَمَالِیہٖ جو تمام جمال و کمال کی صفات کے ساتھ مستلزم ہو وہ اللہ ہے اور قرآن کہہ رہا ہے کہ الاسمآءُ الحسنیٰ (حشر) اور اسی اللہ کے لئے ہیں اچھے نام اب دیکھنا ہے اسمائے حسنیٰ اللہ کے نام سے کیا مراد ہے چنانچہ مشہور حدیث ہے نَحْنُ اَسْمَآءُ اللّٰہِ اقوال ائمہ اہل بیت علیہم السّلام ہم ہیں اللہ کے نام۔ اگر لفظ اسم نام پر غور کریں تو معلوم ہو جائے گا اسم ہوتا ہے وہ کلمہ جس سے کسی ذات کو پہچانا جائے لہذا وہ ذوات مقدسہ جو ذریعہ معرفت حق ہیں اسمائے الٰہی ہیں۔ یا اسم اللہ۔ اللہ کا نام کہلانے کے مستحق ہیں۔ غور کا مقام ہے نحن سے کیا مراد ہے جب کہ وحدت ہی وحدت ہے اور یہ سب کے سب ایک ہیں۔ لہذا نحن سے مراد ہے وہ انائے مطلقہ یعنی نور کائنات جو علت تخلیق کائنات ہے اب بسم اللہ کے معنی یہ ہیں کائنات کی ہر شئے کا وجود اس نام سے جو نور مخلوق اوّل ہے اور آج یہ ثابت بھی ہو گیا ہے۔ علم طبعیات سے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ غیر مری نوری شعاعوں سے پیدا ہوا ہے اور ہر ذرے میں نوری شعاعیں موجود ہیں۔ اگر وہ شعاعیں نکل جائیں تو ذرہ فنا ہو جائے۔ لہذا موجودات کے ذرے ذرے کا باعث و وجود و بقا وہ نور ہے جو اللہ کا نام ہے اس کا نام ہے رحمانیت رحمٰن رحیم کا مطلب رحم کا معنی ہے۔ تربیت اور تربیت کا تفصیلی معنی یہ ہے وجود ناقصہ کو اپنی نگرانی میں لے کر اس کی بتدریج پرورش کر کے کمال تک پہنچانا۔ رحمٰن۔ رحیم دونوں کا معنی ہوا وجود ہائے ناقص کو اپنی نگرانی میں بتدریج کمال تک پہنچانے والا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا اب مطلب یہ ہوا ہر شئے اللہ کے نام سے ہے جو رحمٰن (علتِ وجود و بقائے اشیاء) اور رحیم ناقص کو بتدریج کمال تک پہنچانے والا۔ کمال سے مراد ہے حدیث قدسی ملاحظہ ہو عبدی اَطِعْنِی اَجْعَلْکَ مثلی انا حیٌ لا اموت اجعلک حیاً لا تموت انا غنیٌ لا افتقر اجعلک غنیاً لا تفتقر انا مہما اشاء کن اجعلک مہما تشاء تکن ترجمہ میرے بندے میری اطاعت کر میں تجھے اپنے جیسا بنا لوں گا میں ایسا زندہ ہوں جو مرتا نہیں تجھے بھی ایسا زندہ بنا دوں گا جو کبھی نہ مرے گا میں ایسا غنی ہوں جسے کوئی احتیاج نہیں تجھے بھی ایسا غنی بنا دوں گا۔ کہ تجھے کوئی احتیاج نہ رہے میں ایسا ارادہ کرنے والا ہوں جس چیز کو چاہوں وہ ہو جائے تو وہ ہو جاتی ہے تجھے بھی ایسا ارادہ کرنے والا بنا دوں گا تو جس چیز کو چاہے وہ ہو جائے۔ عبدی اطعنی اجعلک مثلی فقل لشیءٍ

مَثَلِیْ تَکُوْن۔ میرے بندے میری اطاعت کر میں تجھے۔اپنے جیسا بنالوں گا۔پھر تو جس شے کے لئے کہے گا ہوجا وہ ہو جائے گی ان دونوں حدیثوں میں لفظ آیا ہے مثلی۔ تو اس سے مراد ہے بندے تو مجھکو جیسا سمجھتا ہے میں تجھ کو ویسا بنادوں گا۔جو صفات تو میری طرف منسوب کرتا ہے وہی صفات میں تجھ میں پیدا کردوں گا۔پس صفات الہیہ سے متصف ہوجانا کمال ہے یہی کا نام عبدیت اور عبادت ہے جو کر رہا ہے وہ عبد اور عابد ہے جس کے یہ اوصاف تھے وہ معبود ہے فرمان صادق آل محمد علیہم السلام لَنَا مَعَ اللّٰہِ حَالَاتٌ نحن فیھا ھو وھو فیھا نحن معہ ذالک ھو ھو ونحن نحن ہمارے اللہ کے ساتھ ایسے حالات ہیں جس میں ہم وہ ہوتے ہیں اور وہ ہم ہوتا ہے اس طور پر ہونے کے باوجود وہ وہی ہے اور ہم۔ ہم ہی ہیں۔ ارشاد ہے خالق کا خود نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد۔ ہم انسان سے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں اِنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ۔بیشک اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان میں حائل ہے۔نظریہ علم طبعیات بھی تسلیم کر لیا گیا ہے کہ غیر مرئی تخلیقی نوری شعاعیں یونیورس (UNIVERSE) میں ہر جگہ اور ہر ذرے میں موجود ہیں۔ اس نور کی جان ذات خالق ہے ان شعاعوں کا موجود ہونا گویا خود اس کا موجود ہونا ہے قلب انسانی کے چاروں طرف ان شعاعوں کے حلقے ہیں جو قوت ادراک کی ترقی سے شعور میں آجاتے ہیں۔مگر جب تک نفس انسانی پر غفلت چھائی رہے اس تک اُن کا ادراک نہیں ہوتا۔پس اگر ان شعاعوں کا قلب انسان سے کامل اتصال ہو جائے تو صفات الہیہ کا مظہر بن جائے گا یہی قول امام جعفر صادق علیہ السلام کا منشا ۔ ہے لہذا سوچ اور اعتراض کی ضرورت نہیں کہ وہ ہم ہوتا ہے اور ہم وہ ہوتے ہیں اس سے کیا مراد ہے جس کو محمدؐ و آل محمدؐ سے اتصال ہو جاتے وہ بھی اس حد کمال تک پہنچ سکتے ہیں لہذا محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کی سوانح حیات کو پڑھنا لازمی ہے اسی لئے اس کا نام ہے جلاء العیون آنکھوں کی روشنی۔

انبیاء نے علی کو پکارا۔ آدم سے لیکر آج تک اور تا قیامت ہر زمانہ میں انبیاء مثلاً۔ رسل مومنین یا جس نے بھی پکارا کیا محمدؐ و آل محمدؐ نے ان کی مدد کی سابقہ میں مولا علی کے خطبات کے الفاظ گذرے نوح کو نجات دینے والا ایوب کو شفا دینے والا میں ابھی تو یہ حضرات مکہ میں پیدا نہیں ہوئے مدد کیسے

کرتے تھے کیا انبیاء نے ان کو پکارا اور انہوں نے ان کی مدد کی قرآن کیا کہتا ہے۔ لہذا ملاحظہ
ہو رحمٰن رحیم۔ قابض۔ قادر۔ عالم۔ حی۔ مرید۔ مدرک۔ باعث۔ خالق۔ رب۔ رازق۔ ناصر۔ معین۔ مولی
وغیرہ یہ اللہ کے نام ہیں اور بیان سابقہ سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ یہ اللہ کے نام (صفات)
محمد و آل محمدؐ ہیں۔ خالق۔ رازق۔ رحمٰن۔ اب یہ اللہ نہیں بلکہ اللہ کے صفات یا اللہ کے نام ہیں
اسمائے حسنیٰ ان کو قرآن میں کہا گیا ہے اور یہ بھی حکم دیا گیا ہے اللہ کو اسمائے حسنیٰ کے ساتھ
پکارو اور اللہ کے صفات۔ نام یہ ہیں محمد و آل محمدؐ علیہم السلام ان کو مظہر صفاتِ خداوند بھی
کہا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمثیلِ علیٰ بھی جتنے بھی صفات ہیں اُن کے مظاہر ہیں محمد و آل محمد
اپنے اپنے دور میں مصائب میں انبیا نے پکارا ہے۔ اللہ کو رب کے نام سے۔ اللہ اور رب
دونوں ایک نہیں ہیں بلکہ اللہ اور ہے رب اور ہے اللہ رب ہو سکتا ہے مگر رب اللہ نہیں
ہو سکتا۔ رب کا معنی ہے نگران محافظ پرورش کرنے والا۔ رب قرآن میں بادشاہ کیلئے بھی
آیا ہے حضرت آدم سے لیکر جناب عیسٰیؑ تک انبیاء کرام نے پرچار کیا ہے اللہ کا اور جب
ان پر مصائب پڑے تو پکارا ہے انہوں نے رب کو جناب آدمؑ فرماتے ہیں اور جناب حواؑ قالا
رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔ خط ارضی
پہ جب حضرت آدم اور جناب حوا جدا جدا تھے تو ایک عرصہ تک روتے رہے اس وقت دونوں نے
اپنے اپنے مقام پر دعا کی یا پکارا انہوں نے اسے ہمارے رب۔ ہم نے اپنے نفسوں پر زیادتی
کی ہے واگر کبھی بھی تو نے ہم کو نہ اپنی رحمت میں ڈھانپ لیا تو ہم خاسرین میں سے ہو جائیں
گے حضرت نوح علیہ اسلام قوم کو تبلیغ فرما رہے ہیں لوگ پتھر مار رہے ہیں نبی زخمی ہے پتھروں
میں دب گیا فرشتہ آکر نکالتا ہے پھر تبلیغ فرماتے ہیں پھر پتھروں کی بارش ہوتی ہے دب
گئے فرشتہ نکالتا ہے آخر نوح علیہ السلام نے بد دعا فرمائی حکم ہوا کشتی بناؤ کشتی تیار ہوئی
مومنین سوار حیوان جانور۔ پرندے سوار تنور سے پانی نکلا۔ بارش اوپر سے شروع ہو گئی پانی کا
عذاب آگیا کشتی آب رواں پر رواں سب ڈوب رہے ہیں پانی بلند ہو رہا ہے مکانات اشجار
سب پانی میں غرق پہاڑوں پر پانی بلند ہو رہا ہے بیوی۔ بیٹا تک ڈوب گئے۔ کشتی گرداب
میں آگئی آواز دی بی بی نے کہ نادی نُوحٌ رَبَّهُ اور پکارا نوح علیہ السلام اپنے رب کو
میری کشتی کو بچا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب نمرود اور اس کی قوم نے بت شکنی کا مجرم
قرار دیا اور ان کو آگ میں ڈالنے کا اعلان کر دیا ایک مدت تک آگ جلتی رہی شعلے بلند تھے